تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

ماہنامہ

الفرقان

ربوہ

دسمبر ۱۹۵۵ء

(ایڈیٹر)

ابو العطاء جالندھری

معاونین ایڈیٹر

قاضی محمد نذیر، مولوی فاضل + مسعود احمد دہلوی بی۔اے

سالانہ چندہ
پانچ روپے

یادِ رفتگان

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ درد ایم ۔ اے ناظر امورِ خارجہ

اور

حضرت صوفی مطیع الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ ایم ۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا پُرملال انتقال

مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم ۔ اے ناظر امورِ خارجہ سلسلہ احمدیہ اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئے ۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کیلئے نہایت جانفشانی سے محنت کی ہے آپ انگلستان ایسے بلادِ کفر و شرک میں عرصہ تک تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں ۔ آپ متعدد دینی اور اسلامی کتابوں کے مصنف تھے اور ساری زندگی درویشانہ طور پر خدمتِ اسلام و جماعت میں خرچ کرنے میں ایک نمونہ تھے ۔ حضرت درد صاحب میں فراست اور علم کے ساتھ ساتھ خلوص اور وفا شعاری کا جذبہ نہایت وافر طور پر موجود تھا ۔ ان تمام وجوہ سے آپ کی یہ وفات نہایت رنجدہ ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس ناگہانی صدمہ پر جماعت کے ہر کہ و مہ کی آنکھیں اشکبار ، گوش اور دل رنج و افسردگی سے معمور ہو گئے ۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ خدائی سلسلہ ہے ۔ اس کے کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز افزوں ترقی کرتے جائیں گے ۔ لیکن حضرت درد صاحب رضی اللہ عنہ ایسے قیمتی اور مخلص وجود کی جُدائی ایک بہت بڑا صدمہ ہے ۔ حضرت درد صاحب رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کے لئے بھی یہ شدید صدمہ ہے مگر جماعت کے تمام افراد اس غم میں ان کے شریک ہیں اور یہ ایسا خلا ہے جو بظاہر پُر ہونا مشکل ہے ۔

حضرت درد صاحب رضی اللہ عنہ کی اِس ناگہانی وفات کے تھوڑے ہی دن پیشتر حضرت صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی نہایت رنجدہ وفات سے بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے ۔ حضرت صوفی صاحب مرحوم نہایت مرنجاں مرنج انسان اور پیکرِ ایثار مبلغ تھے ۔ سالہا سال تک آپ نئی دُنیا امریکہ میں اسلام کی نہایت شاندار خدمات بجا لا چکے ہیں اور صدہا انسانوں کے سینوں کو اسلام کے نور سے منور کر چکے ہیں ۔ حضرت صوفی صاحب رضی اللہ عنہ ایک آہنی عزم رکھنے والے انسان تھے ـــــ وہ فالج کی بیماری کے باوجود آخری دم تک سلسلہ کی خدمت کرتے رہے اور انہوں نے ریویو آف ریلیجنز ایسے رسالہ کو نہایت محنت اور قابلیت سے ایڈٹ کیا ہے ۔ متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں ۔

بھائیو ! تحریکِ احمدیت اس زمانہ میں خدائے واحد کی قدرتوں کی ایک غیر معمولی تجلی گاہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے ان خالی ہونے والی جگہوں کو پُر کریگا اور دین کے کام ہوتے رہیں گے ۔ مگر ہمارا بھی فرض ہے کہ اس موقع پر زیادہ سے زیادہ نوجوان اور قابل افراد خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کریں اور اللہ کے دین کی اشاعت کا بیڑا اٹھائیں ۔ اللہ تعالیٰ احمدی نوجوانوں کو توفیق بخشے ، آمین ۔

ہم ارحم الراحمین خدا سے ملتجی ہیں کہ وہ ہمارے اِن بزرگ مجاہدین کو اپنی آغوشِ رحمت میں رکھے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی اولادوں اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے ۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔

الفرقان کا سہ سالہ پروگرام

جنوری ۱۹۵۶ء سے الفرقان اپنے سہ سالہ پروگرام کے مطابق علمی و تحقیقی مضامین پر مشتمل شائع ہوتا رہے گا انشاءاللہ۔ قرآنی حقائق کے ساتھ ساتھ پرانی تفاسیر سے بھی معلومات شائع ہوا کریں گی۔ علاوہ ازیں جماعت اسلامی، منکرین حدیث نبوی، شیعہ صاحبان کے غلط خیالات و اعتراضات کی تردید بھی ہوا کرے گی۔ بہائیوں کے مزاعم باطلہ کا بھی ازالہ ہوگا۔ اور مستشرقین کے الزامات کو بھی دور کیا جایا کریگا۔

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ ہر ماہ کی سات تاریخ کو شائع ہوا کریگا۔
(۲) ہر رسالہ کم از کم چوالیس صفحات پر مشتمل ہوگا۔
(۳) سال میں دو خاص نمبر شائع ہوا کریں گے۔
(۴) سالانہ چندہ پیشگی پانچ روپے ہے۔ دیگر ممالک سے دس شلنگ۔

مینجر ماہنامہ الفرقان
ربوہ ۔ ضلع جھنگ

بہائیت کی تردید میں یادگار کتابیں

(۱) بہائیت کے متعلق پانچ مقالے ۔ یہ وہ پانچ اہم مضمون ہیں جو کوئٹہ کے پبلک اجتماع میں مدیر الفرقان نے پڑھے۔ ان میں بہائیت کی تاریخ، بہائیت کے عقائد، بہاءاللہ کے دعوی الوہیت، بہائی اور اسلامی شریعت کے موازنہ اور اسلامی شریعت کی برتری پر سیر حاصل بحث موجود ہے۔ عمدہ سفید کاغذ پر اڑھائی صد صفحات پر طبع ہوئی ہے۔
قیمت مجلد اڑھائی روپیہ (۲/۸)

(۲) بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ ۔ اس کتاب میں بہائیوں کی پوشیدہ اصلی شریعت "اقدس" حرف بحرف نقل کی گئی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے اور اس پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔ کاغذ عمدہ، ڈیڑھ صد صفحات
قیمت غیر مجلد ڈیڑھ روپیہ (۱/۸)

(۳) بہاءاللہ کا دعویٰ الوہیت ۔ بہائی لوگ بعض وقت کہہ دیتے ہیں کہ بہاءاللہ نے نبیوں کی طرح دعویٰ کیا ہے۔ اس چار صفحہ کے ٹریکٹ میں بہاءاللہ کو مدعی الوہیت ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت فی نسخہ ایک آنہ (۱/)

مینجر مکتبہ الفرقان ۔ ربوہ۔

الفرقان کے دو خاص نمبر

(۱) تعلیمی نمبر ۔ ماہ جنوری ۵۶ء کا پرچہ تعلیمی نمبر ہوگا جو خریداروں کو سات جنوری ۵۶ء کو روانہ ہوگا۔
(۲) سیرت نمبر ۔ ماہ مئی ۵۶ء کا نمبر سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق ایک نادر و خاص نمبر ہوگا۔ اہل قلم حضرات کو ابھی سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد عالیہ کے ذکر کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۵	الفرقان	نمبر ۱۲
ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ	+	دسمبر ۱۹۵۵ء

قرآنی اسرار جدیدہ اور ان کی ضرورت

قرآن کریم کے غیر محدود کمالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان حق!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وہ ایمان جو بُرے ارادوں اور لغزشوں پر غالب آتا ہے بجُز عرفان کی آمیزش کے کبھی ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ پس ایسے لوگ کیونکر خطراتِ لغزش سے محفوظ رہ سکتے ہیں جو قرآن کریم کی خوبیوں سے ناواقف اور بیرونی اعتراضات کے دفع کرنے سے عاجز اور کلامِ الٰہی کے حقائق اور معارفِ عالیہ سے منکر ہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں ان کا وہ خشک ایمان سخت معرضِ خطر میں ہے اور کسی ادنیٰ ابتلاء کے تحمل کے قابل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ پر اسی شخص کا ایمان مستحکم ہو سکتا ہے جس کا اس کی کتاب پر ایمان مستحکم ہو اور اس کی کتاب پر بھی ایمان مستحکم ہو سکتا ہے کہ جب بغیر حاجت منقولہ معجزات کے کہ جو اب آنکھوں کے سامنے بھی موجود نہیں ہے۔ خود خدا تعالیٰ کا پاک کلام اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور معارف و حقائق کا ایک ناپیدا کنار دریا نظر آوے۔ پس جو لوگ ایک مکھی کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس میں بے شمار عجائباتِ قدرتِ قادر ایسے موجود ہیں کہ کوئی انسان خواہ وہ کیسا ہی فلاسفر اور حکیم ہو اُن کی نظیر نہیں بنا سکتا۔ اور ایک جَو کی نسبت ان کو یہ اعتقاد ہے کہ اگر تمام دُنیا کے حکیم قیامت کے دن تک اس کے عجائبات اور خواص مخفیہ کو سوچیں تب بھی یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وہ تمام خواص دریافت کر لئے ہیں لیکن یہی لوگ مسلمان کہلا کر اور مسلمانوں کی ذرّیت کہلا کر قرآن کریم

کی نسبت یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بجز موٹے الفاظ اور سرسری معنوں کے اور کوئی باریک حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا اور کلام الٰہی کے نکات اور اسرار اور معانی کو اس حد پر ختم کر بیٹھے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ضرورتِ وقت وبلحاظ موجودہ استعدادات کے فرماتے تھے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمام فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باستیفاء ضبط میں بھی نہیں آیا اور نہ جیسا کہ چاہیئے محفوظ رہا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے اسرارِ جدیدہ قرآنیہ کے دریافت کرنے سے بکلی فارغ اور لاپرواہ ہیں۔

یاد رہے کہ اسرار جدیدہ سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ایسی باتیں قرآن کریم سے روز بروز نکل سکتی ہیں جو اس کی مقررہ مصرح شریعت کے مخالف ہوں۔ بلکہ اسرار اور نکات اور دقائق سے وہ امور مراد ہیں جو شریعت کی تمام باتوں کو مسلّم رکھ کر انکی پوری پوری شکل کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کی حقیقتِ کاملہ کو منصۂ ظہور لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ منقول کو معقول کر کے دکھلا دیتے ہیں سو انہیں اسرار کی اس معقولیت کے زمانہ میں ضرورت تھی۔ جہاں تک نظر اُٹھا کر دیکھو یہی سنت اللہ پاؤ گے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنے دین کی مدد کرتا رہا ہے اور جس قسم کی روشنی کے دیکھنے کیلئے زمانہ کی حالت نے بالطبع خواہش کی وہی روشنی اپنے کلام اور کام میں اپنے کسی برگزیدہ کی معرفت دکھلاتا رہا ہے۔ تا اس بات کا ثبوت دے کہ اس کا کلام اور کام ناقص نہیں اور نہ کمزور اور ضعیف ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں سانپوں کے مقابلہ پر سانپ کی ضرورت پڑی اور حضرت مسیحؑ کے مقابل پر طبیبوں اور افسوں خوانوں کے مقابل پر روحانی طبابت کے دکھلانے کی حاجتیں پیش آئیں سو خدا تعالیٰ نے زمانہ کے تقاضا کے موافق اپنے نبیوں کو مدد دی اور ہمارے سید و مقتدا ختم المرسلینؐ کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں۔ اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے۔ اسلئے خداوند قدیر و حکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا اور قرآن کریم بوجہ اپنے ان کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا ہر یک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑا کام قرآن کریم کا خلق اللہ کے اصولوں کی اصلاح تھی۔ سو اس نے تمام دُنیا کو صاف اور سیدھے اصول خداشناسی اور حقوقِ عباد کے عطا کئے اور گم گشتہ توحید کو قائم کیا اور دُنیا کے پُرظلمت خیالات کے مقابل پر وہ پُرحکمت اور پُرنور اور بایں ہمہ اعلیٰ درجہ کا بلیغ و فصیح کلام پیش کیا جس نے تمام اس وقت کے موجودہ خیالات کو پاش پاش کر دیا۔ اور حکمت اور معرفت اور بلاغت اور فصاحت اور تاثیرات قویہ میں ایک عظیم الشان معجزہ دکھلایا۔ پھر ایسا ہی ہر ایک وقت میں جب کسی قسم کی ظلمت

جوش میں آتی گئی تو اسی پاک کلام کا نور اس ظلمت کا مقابلہ کرتا رہا۔ کیونکہ وہ پاک کلام ایک ابدی معجزہ اور مختلف زمانوں کی مختلف تاریکی کے اٹھانے کے لئے ایک کامل روشنی اپنے اندر لایا تھا۔ لہذا وہ ہر ایک قسم کی تاریکی کو اپنے نور کی قوت سے رفع دفع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا کہ جس میں ہم ہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم نے پیشگوئی کی تھی زمین نے ہمارے زمانے میں وہ تمام تاریکیاں جو زمین کے اندر مخفی تھیں باہر رکھ دیں۔ اور ایک سخت جوش ضلالت اور بے ایمانی اور بداستعمالی عقل کا برپا ہوگیا۔ یہ وہی طبائع زائغہ کا جوش ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجال کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں خبر دی تھی کہ وہ عالی شان اور کامل کلام اس طوفان پر بھی غالب آئیگا۔ سو ضرور تھا کہ کلام الٰہی میں وہ سچا فلسفہ بھرا ہوا ہوتا جو حال کے دھوکہ دینے والے فلسفہ پر غالب آجاتا۔ کیونکہ وہ ابدی اصلاحوں کے لئے آیا ہے وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا جب تک کہ ہر ایک سلیم طبیعت میں اپنی سلطنت قائم نہ کرلے اور فلسفہ کی زہر کھانے والے اس تریاق کے منتظر تھے سو خدا تعالیٰ نے اس کو ظاہر کردیا۔ اور ناپاک معقولیت کا غلبہ توڑنے کے لئے اس نے یہی چاہا کہ قرآنی معقولیت کا غلبہ ظاہر کرے اور مخالفوں کی باطل معقولیت کو پیس ڈالے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو وقت کو شناخت نہیں کرتے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳-۲۴۱)

شاعر کا پہلا کلام

محمدؐ کا کلمہ پڑھاتا چلا جا!

جناب محمد یونس اسلم صاحب قریشی ادیب فاضل۔ قادیان

خدائے تعالیٰ کا درویش ہے تُو
تُو اس کی محبت بڑھاتا چلا جا
خدائے تعالیٰ ہے ملجأ و ماویٰ
تُو دُنیا کو اتنا بتاتا چلا جا
محبت کی شمع جلاتا چلا جا
تُو عالَم کو پھر جگمگاتا چلا جا
دِکھا دے نیا آسماں تُو بنا کر
نئی اِک زمیں تُو بناتا چلا جا
ہاں احمدؑ کا جھنڈا تُو ہاتھوں میں لیکر
محمدؐ کا کلمہ پڑھاتا چلا جا
خدائے تعالیٰ نے دی زندگی ہے
اسی رہ میں اس کو لُٹاتا چلا جا
"میں سب کو مسلماں بنا کر رہوں گا"
تُو اسلم کا یہ گیت گاتا چلا جا

اداریہ

آزادئ مذہب کے متعلق قرآن مجید کے سنہری اصول

بھارت کی مہاسبھا اور پاکستان کی اسلامی جماعت کے نظریات پر ایک نظر

قرآنی اصول کی ایک عظیم الشان خوبی یہ ہے کہ ان کو اختیار کرنے سے انسان کسی مقام پر شرمندہ نہیں ہوتا۔ مخالفین کے سامنے اُسے اِس بارے میں کبھی زک اٹھانی نہیں پڑتی۔ بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اسلامی اصول کی نفع رسانی، برتری اور فضیلت کو دیکھ کر غیر مسلم بھی خواہش کرتے ہیں کہ کاش یہ اصول ہمارے ہاں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ۔ کہ بہت دفعہ کافر چاہتے ہیں کہ کاش وہ مسلمان ہوتے اور ان اصول سے فائدہ اٹھاتے۔

قرآن مجید کے نہایت واضح اور زرّیں اصولوں میں سے ایک اصل یہ ہے کہ مذہب کے اختیار کرنے میں ہر شخص کو آزادی ہے۔ کسی انسان کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ جبر و تشدّد سے اپنے عقائد کو منوا سکے۔ قرآن مجید فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ کہ مذہب کے بارے میں کسی قسم کا جبر روا نہیں۔ کیونکہ حق اپنے دلائل و براہین کے ساتھ باطل سے بالکل ممتاز ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔ کہ اعلان کر دیا جائے کہ یہ قرآن مجید تمہارے رب کی طرف سے حق ہے۔ پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے۔ گویا کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہیں۔

ظاہر ہے کہ اس قرآنی تعلیم کی روشنی میں دوسرے مذاہب والوں سے صرف دلیل کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے انہیں کسی عقیدہ کو ماننے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ہر جگہ غیر مسلموں سے یہی مطالبہ کیا ہے۔ فرمایا قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو۔

پس مخالفین اسلام کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے اور اپنے اصول کی تائید میں دلیل پیش کرنے کی اجازت ہے۔ بلکہ از روئے قرآن مجید ہر مذہبی انسان کا فطری حق ہے کہ اسے مذہبی آزادی حاصل ہو۔ وہ جس عقیدہ کو اختیار کرنا چاہے اختیار کر سکے اور جس عقیدہ کو ترک کرنا چاہے اسے ترک کر سکے۔ محض عقیدہ کے تبدیل کرنے پر اسلام نے اِس دنیا میں کوئی سزا مقرر نہیں فرمائی اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کرے گا۔

قرآن مجید میں ان قوموں اور افراد کی شدید مذمت کی گئی ہے جو اہل حق پر دباؤ ڈال کر، انہیں ڈرا دھمکا کر، انہیں زد و کوب کر کے اپنے عقائد سے منحرف کرنا چاہتے ہیں۔ پھر قرآن مجید ایسے لوگوں کو منافق قرار دیتا ہے جو دباؤ یا لالچ وغیرہ کے باعث دل میں کچھ عقیدہ رکھتے ہیں اور ظاہر میں کچھ کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ کہ منافق جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ یعنی ان کی حالت سب سے بدتر ہو گی۔

اِن تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے نزدیک **حُرّیتِ ضمیر** اور **آزادیٔ مذہب** نہایت ضروری چیز ہے۔ قرآن مجید نے اِس اصل کے قیام کے ساتھ انسانی اخلاق بلکہ انسانیت کی حفاظت کی ہے۔ مگر کتنے رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ بعض مسلمان علماء اسلام کے اِس زرّیں **اصول** کو پسِ پشت ڈال کر کبھی کہتے ہیں کہ غیر مسلموں کو تبلیغ کی آزادی نہ ہونی چاہیئے۔ گویا ان سے ڈرتے ہیں۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مسلمان ہو جانے کے بعد انسان کو اپنا عقیدہ تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جو شخص ایسا کریگا اُسے تلوار کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔ گویا جبرًا منافق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسا خیال نہ صرف قرآن مجید کی درخشندہ تعلیم کے منافی ہے بلکہ اس سے غیر مسلم حکومتوں کو موقع ملتا ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کو روک دیں اور دوسرے مذہبوں میں سے مسلمان ہونے والوں کے ساتھ جبر و تشدد کا سلوک کریں۔

پاکستان میں نام نہاد **اسلامی جماعت** یہ پرچار کرنے میں پیش پیش ہے کہ اسلام میں مذہب تبدیل کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ان کے اس نظریہ نے حقیقی اسلام کو بہت بدنام کیا ہے اور اس کی اشاعت میں روکیں پیدا کر دی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ اب بھارت میں ہندو مہاسبھا کی طرف سے وہاں کی اقلیت یعنی ہمارے مسلمان بھائیوں کے خلاف جو جبری شدھی کی تحریک جاری ہے اس سے ہمارے اِن غلط کار اسلامی جماعت والوں کو کچھ سمجھ آنے لگی ہے۔ اسلامی جماعت کا ہفت روزہ اخبار **ایشیا** "ہندوستان میں مسلمانوں کی شُدھی" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔

"ماہِ رواں کی ابتدائی تاریخوں میں ہندوستان کی مشہور فرقہ پرست جماعت ہندو مہاسبھا نے شدھی مہایجنہ کے نام سے لکھنؤ میں ایک خاص کانفرنس منعقد کی تھی۔ سیاسی اور اصلاحی کام کرنے والی جماعتوں کے لئے کانفرنسیں اور جلسے بُلانا کوئی عجیب بات نہیں لیکن جیسا کہ اس اجتماع کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اس کی حیثیت خاص ہو جاتی ہے بالخصوص ہند و پاکستان کے مسلمانوں کے لئے تو اسے ایک انتباہ اور خطرے کی علامت قرار دینا مناسب ہوگا۔ نفرت اور انتقام کا زہر پھیلانے والی یہ جماعت اپنی تاسیس کے پہلے دن سے یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے اور اس کے لئے برابر کوشاں رہی ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو ہندو قوم کا جزو بنا لیا جائے۔ اور اس قوم کا جو عنصر کسی طرح بھی ہضم نہ ہو سکے اسے ملک کی سرحدوں سے پرے دھکیل دیا جائے۔

اگرچہ ہندو مذہب ایک تبلیغی مذہب نہیں ہے لیکن ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ اسلام اور دوسرے مذاہب کی طرح اسے بھی اپنے اصولوں کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کا پورا پورا حق ہونا چاہیئے۔ لیکن اس اچھے **مقصد کو حاصل** کرنے کے لیئے اس جماعت اور اس جیسی

دوسری ہندو جماعتوں نے جو طریقے اختیار رکھے ہیں حد درجہ قابلِ اعتراض ہیں۔ دوسروں کے سامنے اپنے مذہب کی خوبیاں پیش کرنے کی بجائے ان جماعتوں نے اپنی سرگرمیوں کی بنیاد ہمیشہ نفرت اور شرارت پر رکھی ہے۔ اور اب یہ بات پھیل کر دھونس اور دھمکی تک جا پہنچی ہے۔ ملک کی تقسیم سے پہلے حالات بالکل مختلف تھے۔ تعداد میں کم ہونے کے باوجود اس ملک کے مسلمان اس قابل تھے کہ اپنے مخالفین کو ہر لہجے میں جواب دے سکیں۔ اور اسی وجہ سے مخالفانہ سرگرمیوں کا ان پر رائی کے دانے کے برابر اثر نہ ہوتا تھا۔ لیکن اب حالت مختلف ہے۔ اب ان کی مخالف جماعتوں کی پشت پر حکومت کا دباؤ اور اثر و رسوخ ہے اور حالات کے عجیب سے چکر کی وجہ سے مسلمان بالکل بے بس ہو کر رہ گئے ہیں۔ اب ان کی حالت اس مظلوم کی سی ہے جسے ہاتھ پاؤں باندھ کر بے رحم جلاد کے سامنے ڈال دیا گیا ہو۔

یو۔ پی مہاسبھا کے جنرل سیکرٹری مسٹر وشوا ناتھ اگروال نے اسی اجتماع میں نہایت کھلے الفاظ میں کہا ہے کہ اس ملک میں جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں وہ دراصل ہندو قوم کا ہی حصہ ہیں اور ہمیں ان لوگوں کو واپس لانے کے لئے پوری پوری جد و جہد کرنی چاہیئے۔ اور آج وہاں کا مسلمان اس قابل بھی نہیں کہ کھلے طور پر اس زہریلی تقریر کا جواب ہی دے سکے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ اونچی سطح پر پہنچنے والے بہت سے ہندو رہنما اس عنصر کو پسند نہیں کرتے۔ اور اسی طرح مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی ان گنت مشکلات کے باوجود کسی مرحلے میں ہار نہ مانیں گے۔ لیکن یہ صورت بہرحال انفرادی ہے۔ اجتماعی طور پر ملک کی فضا یہی ہے کہ اگر یہاں کے مسلمانوں کو بچانے کے لئے مؤثر قدم نہ اٹھایا گیا، تو ان کی حالت سنگین ہو جائے گی۔

ایسے حالات میں ہم حکومت ہند کو توجہ دلائیں گے کہ مذہب کے نام پر اس انسان کشی اور ہڑبونگ کو روکے۔ اور ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دے جو ہندوستان کے ایک بہت بڑے طبقے کے شہری اور انسانی حقوق کو کھلے بندوں چیلنج کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے مسلمان بھی اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ اگر اس انتہائی اہم معاملے میں انہوں نے یونہی خاموشی اختیار کئے رکھی تو یہ تاریخ کا ایک بہت بڑا جرم ہوگا۔" (ایشیا ۲۹ نومبر ۵۰ء)

درحقیقت مذہب کے معاملہ میں جبر کا طریق سراسر غلط اور ظالمانہ طریق ہے۔ اس سے منافقت پیدا ہوتی ہے

اس سے انسانی اخلاق تباہ ہوتے ہیں اور قوموں میں شدید بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق مذہب میں کسی قسم کا جبر نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے عقیدہ کے اختیار کرنے میں پوری آزادی ہو۔ جب تک قومیں اسلام کے اس زرّین اصل کو قبول کر کے اس پر عمل پیرا نہ ہوں گی دنیا میں کبھی امن و عافیت کا دَور نہیں آسکتا۔ اللہ تعالےٰ کرے کہ سب قومیں اور سب اہل مذاہب اسلام کے اس سنہری اصل پر عمل پیرا ہوں۔ آمین +

روزنامہ زمیندار کا مولانا مودودی سے مطالبہ

ایڈیٹر صاحب روزنامہ زمیندار لاہور اپنے اداریہ "صرف نعرہ" کے زیرعنوان لکھتے ہیں :۔

"جماعت اسلامی کو اس سلسلہ میں وضاحت کے ساتھ بتانا چاہیئے کہ بنکنگ، انشورنس اور تبادلۂ زر کیلئے وہ کونسا نظام نافذ کرے گی جو معاملاتِ عالم سے ربط بھی قائم رکھے اور اس میں انفرادیت بھی موجود رہے۔

پاکستان میں شیعہ بھی ہیں اور سنّی بھی، اہل حدیث بھی اور اہل قرآن بھی، حنفی بھی اور شافعی بھی، مالکی بھی اور حنبلی بھی۔ ان سب کی تعبیریں مختلف مسائل میں مختلف ہیں۔ اور اس سے ہر ایک کو اپنی فقہ اور اپنے موقف پر اصرار ہے۔ بظاہر تو یہ بات بڑی دل خوش کن معلوم ہوتی ہے کہ ہر فرقہ کو اپنی تعبیر اپنی فقہ اور اپنے مسلک کے مطابق آزادی حاصل ہو گی لیکن عملی طور پر سوچئے اور غور کیجئے تو دشواریاں ہی دشواریاں نظر آتی ہیں۔ ان دشواریوں کا حل کیا ہے۔ انہیں کس طرح بروئے کار لایا جائے گا؟"

(زمیندار لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۵۵ء)

جناب مدیر زمیندار نے جماعت اسلامی کے صدر مولانا مودودی صاحب سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ بنا بنایا **"دستور اسلامی"** مرتب کر کے حکومت کے پیش کر دیں۔ ہمارے نزدیک یہ مطالبہ بے وقت اور نامناسب ہے۔ مولانا مودودی صاحب ایک دفعہ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان میں اکثریت کی فقہ یعنی **حنفی فقہ** رائج ہوگی جسے مودودی صاحب اپنی مجوزہ شکل میں پیش کریں گے۔ اب اگر اس مرحلہ پر وہ یہ مکمل دستور مرتب کر دیں تو اس کے معنے ہیں کہ وہ شیعوں، اہلحدیثوں، دیوبندیوں وغیرہم فرقوں کو اپنے سے ابھی الگ کر دیں۔ اگرچہ یہ فرقے ان سے الگ ہیں مگر اسلامی دستور کے مبہم الفاظ کی وجہ سے کچھ مغالطہ باقی ہے۔ مدیر زمیندار اس ابہام کو دُور کر کے مودودی صاحب کے مقصد کو ہی ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ کیا مودودی صاحب ایسی **"غلطی"** کر سکتے ہیں؟

ضروری اعلان

چونکہ "تعلیمی نمبر" کا حجم عام پرچہ سے ڈیوڑھا ہوگا جو شروع جنوری ۱۹۵۶ء میں شائع ہو رہا ہے اسلئے دسمبر ۱۹۵۵ء کا یہ پرچہ کم حجم پر شائع ہو رہا ہے۔

—— مینجر

"حرفِ محرمانہ" پر ایک نظر!

(جناب مولوی عبدالکریم صاحب پشاور)

قریباً پندرہ بیس دن ہو گئے ہیں کہ مجھے ایک صاحب نے ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق کی کتاب "حرف محرمانہ" مطالعہ کے لئے دی۔ اس کتاب نے جو اثر میرے دل و دماغ پر کیا اس کا اظہار مندرجہ ذیل مضمون کے ذریعہ معزز قارئین الفرقان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

(۱) برق صاحب نے اپنی علمیت کا پروپیگنڈا کرنے کیلئے علمائے اسلام کی نسبت لکھا ہے کہ:۔

"آج تک احمدیت پر جس قدر لٹریچر
علمائے اسلام نے پیش کیا ہے اس میں
دلائل کم تھے اور گالیاں زیادہ" (ص ۱۲)

مگر افسوس ہے کہ برق صاحب نے بھی اپنے کمالاتِ علمی کا کوئی عمدہ شاہکار پیش نہ کیا۔ وہی پرانے فرسودہ اعتراضات مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتاب "الہاماتِ مرزا" وغیرہ سے لے کر ذرا مغربیانہ انداز میں نقل کر دیئے ہیں۔ کیونکہ ماشاء اللہ آپ پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔ انہوں نے قرآن مسئلہ ختم نبوت پر جو بحث کی ہے وہ ۱۲½ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں وہی عامیانہ اعتراض ہیں جو آج تک عام مولوی کرتے آئے ہیں اور جن کا علمائے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے معقول و مدلل طریق سے بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔ ابھی تازہ کتاب اس مسئلہ پر جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے شائع فرمائی ہے۔ اور برق صاحب کی کتاب کی اشاعت سے پہلے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور مولانا فاضل جالندھری کی طرف سے الفرقان کا "خاتم النبیین نمبر" شائع ہو چکا ہے۔ مگر برق صاحب نے ان جوابات کا ذکر تک نہیں کیا' جو علماء کے سوالات مسئلہ ختم نبوت کے متعلق بزرگانِ سلسلہ نے دیئے ہیں۔ محقق کی یہ شان نہیں ہوتی کہ وہ مکھی پر مکھی مار کر شیخی بگھارتا پھرے اور تحقیقی جواب کا جواب الجواب نہ دے۔

(۲) یہی حال ان کی کتاب کے دوسرے ابواب کا ہے۔ جابجا کذب' افتراء اور تمسخر و استہزاء سے کام لے کر پیشگوئیوں اور الہامات کو نشانۂ اعتراضات بنایا گیا ہے۔ صحیح الفاظ کو مسخ کر کے عبارات میں تذکیر و تانیث کی اغلاط ثابت کرنے کی سعیٔ ناکام کی ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی دیانتداری کا ڈھنڈورا اور جعلسازی اور دھوکہ دہی سے اظہارِ براءت کیا ہے۔ چنانچہ برق صاحب نے لکھا ہے:۔

"تمام حوالوں میں انتہائی دیانت سے
کام لیا گیا ہے۔ اقتباسات کو نہ مسخ کیا گیا
ہے اور نہ قطع و برید سے حسب منشاء بنایا
گیا ہے۔" (ص ۱۳۱)

پھر لکھا ہے:۔

"میں کوئی بات اپنی طرف سے گھڑ نہیں
رہا۔ کوئی جعلسازی نہیں کر رہا۔" (ص ۱۹۴)

پھر عنوان "خاتمہ" کے تحت لکھا کہ :-

"ہمارا آغاز سے ارادہ تھا کہ ہم مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر منصفانہ و غیر جانبدارانہ نگاہ ڈالیں۔ کہیں تحریف نہ کریں کسی عبارت کو مصنف کی منشاء کے خلاف مسخ نہ کریں۔" (ص۳۴۲)

مگر افسوس ہے کہ برق صاحب نے نہ صرف اقتباسات کو مسخ کر کے اور قطع و برید سے ان کو اپنے حسب منشاء بنایا ہے بلکہ اپنی طرف سے عبارتیں گھڑ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی کی طرف منسوب کی ہیں۔ میں اس امر کے اثبات کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ اور یہ اس کا فیصلہ برق صاحب اور دوسرے قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں کہ وہ از روئے انصاف ارشاد فرمائیں کہ میرا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں۔ برق صاحب نے اپنی کتاب کے ص۳۴۲ پر لکھا ہے کہ :-

"بائیبل کے تمام تراجم جو آج تک دنیا میں ہو چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے یہ ترجمہ (یعنی جو ترجمہ استثناء ۱۸/۲۰-۱۸ میں لفظ "میت" کا حضرت اقدسؑ نے کیا ہے۔ ناقل) کہیں نہیں ملے گا۔ جناب مرزا صاحب عبرانی زبان سے ناآشنا تھے۔ اور بائیبل کے تراجم افراد نے نہیں بلکہ عبرانی علماء کی پوری جماعتوں نے برسوں میں کئے تھے ...... ان کے تراجم کو مسترد کرنے کے لئے زبردست لغوی دلائل کی ضرورت ہے جو مرزا صاحب نے پیش نہیں فرمائے۔ اور بغیر از سند نیا ترجمہ پیش کر دیا ہے۔"

حالانکہ برق صاحب نے جن صفحات کا حوالہ دیا ہے۔ وہاں حضرت [illegible] اصل عبارتیں عبرانی زبان کی بائیبل سے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ استثناء ۱۸/۲۰-۱۸ میں جو لفظ "میت" ہے اس کا ترجمہ پادریوں نے "قتل کیا جائے" کیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھا ہے کہ

"لفظ 'میت' اصل میں صیغہ ماضی میں ہے اور اس کے معنے مرگیا ہے یا مرا ہوا ہیں۔ اس کی مثالیں عبرانی بائیبل میں نہایت کثرت سے ملتی ہیں جن میں سے چند بطور نمونہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔" (ص۹)

پھر حضرت اقدسؑ نے آٹھ مثالیں عبرانی رسم الخط میں مندرجہ ذیل صحائف سے نقل کر کے ثابت فرمایا کہ جو لفظ استثناء ۱۸/۲۰-۱۸ میں استعمال ہوا ہے وہی لفظ ان مقامات پر استعمال ہوا ہے پیدائش ۵/۲۵ و استثناء ۱/۶ و ۱-سلاطین ۳/۲۱ و ۱-سلاطین ۳۱/۱۳ و ۲-سلاطین ۱/۱ و خروج ۱/۱۱ و ۱-تواریخ ۱/۵ و یرمیاہ ۲/۲۵ (اور پادریوں نے بھی ان سب مقامات پر اردو بائیبل کے تراجم میں اس لفظ کا ترجمہ موت ہی کیا ہے) (دیکھو ضمیمہ اربعین ص۸ و ص۹ و ص۱۰)

برق صاحب کا ان سندات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ "مرزا صاحب نے ...... بغیر از سند نیا ترجمہ پیش کر دیا" کیا دیانتداری کہلا سکتا ہے؟

برق صاحب نے کتاب حقیقۃ الوحی کے ص۱۰۲ سے حضرت اقدس کا ایک الہام یوں نقل کیا ہے :-

"آسمان سے بہت دُودوا ترا ہے محفوظ رکھو۔"

پھر اس پر لمبی لے دے کی ہے۔ مگر اصل الہام میں لفظ دُود جو فارسی لفظ ہے نہیں بلکہ "دُودھ" ہے جو ہندی لفظ ہے۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے ص۵۲۳ کے حوالہ سے ایک الہام اپنی کتاب کے ص۳۳۵ پر مسخ کر کے درج کیا ہے :-

"ربّنا حاج یعنی ہمارا رب حاجی ہے۔"

حالانکہ الہام کے اصل الفاظ ربّنا عاج بغیر ترجمہ کے براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ ساتھ لکھا ہے کہ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ علماء مخالفین نے اس کے معنے "ہاتھی دانت"

کرکے اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب علماء سلسلہ احمدیہ نے متعدد کتابوں میں دیا ہے کہ یہ لفظ عاجٌ، عجّ سے مشتق ہے جس کے معنے منتہی الادب اور الفرائد الدریہ میں عجّ۔ عجّاً و عجیجاً۔ منه الحديث افضل الحج العجّ والثجّ لکھے ہیں یعنی پکارنے والا آواز دینے والا۔

پس برق صاحب نے الفاظ کو مسخ کرکے جو الہامات کو اپنے اعتراض کا نشانہ بنانے کی خاطر حسب منشاء بنایا ہے کیا یہ دیانتداری ہے؟

اب اس سے بڑھ کر برق صاحب کی ایک اعلیٰ دیانتداری کا کرشمہ ملاحظہ فرمائیں۔ برق صاحب نے اپنے پاس سے بعض اقتباسات گھڑ کر حضرت اقدس علیہ السلام کے الہام

"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن"

کو نشانۂ تضحیک بنایا ہے۔ الہام میں جو "بہار آئی" کے الفاظ ہیں۔ ان کے متعلق برق صاحب نے یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ "بظاہر موسم بہار سے ۱۹۰۷ء ہی کا موسم ہوسکتا ہے" مندرجہ ذیل دو اقتباس اپنی طرف سے گھڑ کر ان کو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹ و صفحہ ۱۰۰ کی طرف منسوب کرکے الہام کو ایک معمہ بنانے کی سعیٔ ناکام کی ہے لکھا ہے "کونسا بہار؟" پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ:-

"حقیقۃ الوحی کا تتمہ جس سے یہ اقتباس
لیا گیا ہے ۱۹۰۷ء کے اوائل میں لکھا جا رہا
تھا۔ بظاہر موسم بہار سے ۱۹۰۷ء ہی کا موسم
ہوسکتا ہے۔ لیکن نہیں آپ اسی کتاب میں
آگے چل کر لکھتے ہیں:-

"بہار جب دوبارہ (۱۹۰۸ء) میں
آئے گی تو ایک زلزلہ آئے گا"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹)

اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:-

"پھر بہار جب بار سوم (یعنی ۱۹۰۹ء)
میں آئے گی تو اس وقت اطمینان کے
دن آ جائیں گے اور اس وقت تک
خدا کئی نشان ظاہر کرے گا"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۰)

مذکورہ بالا ہر دو اقتباس تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۹ و صفحہ ۱۰۰ کیا تتمہ کے صفحہ اول سے آخر تک کہیں نہیں پائے جاتے۔ برق صاحب نے الہام "پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن" اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۲ پر نقل کیا ہے۔ وہ تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۷ پر درج ہے۔ حضرت اقدس نے اپنا الہام درج کرنے کے بعد قریباً پورے ایک صفحہ یعنی صفحہ ۳۸ پر وہ تشریح نقل کی ہے جو ریویو ماہ جون ۱۹۰۷ء میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے پہلے شائع ہو چکی تھی۔

برق صاحب نے پہلی بددیانتی تو یہ کی کہ اس تشریح کا وہ حصہ حذف کر دیا جو ان کے منشاء کے خلاف پڑتا تھا۔ پھر دو فرضی اقتباس صفحہ ۹۹ و صفحہ ۱۰۰ تتمہ حقیقۃ الوحی کی طرف منسوب کرکے پیشگوئی کو معمہ بنا دیا۔ کیا اس قسم کے فرضی اقتباس اپنے پاس سے گھڑ کر مخلوق خدا کو دھوکہ دینے والا شخص یہ دعویٰ کرنے کا حق رکھتا ہے کہ وہ کہے کہ میں کوئی بات اپنی طرف سے گھڑ نہیں رہا۔ کوئی جعلسازی نہیں کر رہا؟

اس کے علاوہ برق صاحب کی ایک اور دیانتداری کا شاہکار ملاحظہ فرمائیں۔ اپنی کتاب میں انہوں نے "تذکیر و تانیث" کے اغلاط کی سولہ مثالیں حضرت اقدسؑ کی دو تین کتابوں سے پیش کی ہیں۔ جن میں سے پانچ مثالیں تو ایسی ہیں جن میں برق صاحب نے صحیح الفاظ کو مسخ کرکے عبارت کو قابل اعتراض بنایا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۶ میں صحیح لفظ "تیری" کو "تیرے"۔ صفحہ ۵۶۹ میں "کے" کو "کی"۔ صفحہ ۲۲۴ میں "جیسے" کو "جیسی"۔ اور صفحہ ۶۸۳ میں "ہوتی" کو "ہوتے" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵ میں "کے" کو "کی" مسخ کرکے لکھا ہے۔ کیا

یہ حرکت بھی دیانتداری کا کوئی اعلیٰ کارنامہ ہے؟

اور نو الفاظ ایسے ہیں جو اُردو میں مذکر یا بعض مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً بَتِیل، قیمت، زبان، املا، قرارداد، روح، بہشت۔ اِن سات الفاظ کو فیروز اللغات اُردو میں مذکر لکھا ہے۔ مگر پی۔ ایچ۔ ڈی صاحب ان کو مؤنث بتاتے ہیں۔

ان میں سے ایک لفظ "چراگاہ" ہے حالانکہ وہ الفاظ جن کے آخر میں "گاہ" آتا ہے بغیر کسی پابندی کے مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی نے اپنی تصنیفات میں "عیدگاہ" وغیرہ الفاظ کو مذکر ہی استعمال کیا ہے۔ اور مولانا حالی نے مقدمہ شعر و شاعری صنا زیر عنوان "رودکی کے کلام کی تاثیر" میں "تخت گاہ" کو مذکر استعمال کیا ہے۔ پس لفظ "چراگاہ" کا استعمال اردو میں مذکر استعمال کرنا غلط نہیں۔ یہاں لفظ "درد" حضرت اقدسؑ نے مذکر بھی استعمال کیا ہے اور مونث بھی (حقیقۃ الوحی صنا۴) اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ "درد" کی جمع جامع اللغات میں "دردیں" یعنی ی۔ ن کے ساتھ لکھی ہے۔ سولہ الفاظ سے صرف دو الفاظ ایسے ہیں یعنی تقویٰ اور مرض جن کو حضرت اقدسؑ نے مؤنث استعمال کیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام ایک نادر الکلام مصنف تھے۔ آپ کا شمار اردو کے بہترین انشاپردازوں میں تسلیم کیا گیا ہے۔

ہر ایک زبان کے چند مسلّم اساتذہ ہوتے ہیں ان کو زبان کا ماسٹر کہا جاتا ہے وہ جس طرح چاہیں زبان میں معمولی تصرّف کریں ان پر اعتراض کرنے والا خود اپنی جہالت کا اظہار کرتا ہے وہ بعض ظاہری پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے ان کے کلام کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ اس کو بطور سند پیش کیا جاتا ہے ابھی تک برق صاحب یا طلوع اسلام والوں کا ان کے مخالفوں نے یہ مقام تسلیم نہیں کیا مگر حضرت اقدسؑ کا یہ مقام ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ آپ پر اس قماش کے لوگوں کا اعتراض کرنا بالکل بے جا امر ہے۔

الغرض برق صاحب کا یہ ادّعا بالکل غلط ہے کہ انہوں نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں گھڑی۔ نہ حوالہ جات کو مسخ کیا ہے اور نہ قطع و برید سے کام لیا ہے۔ انہوں نے ناروا جنبہ داری سے کام لیا ہے۔ صرف ۱۹۵۳ء میں احمدیت کے خلاف مخالفانہ رَو سے فائدہ اٹھانے کی خاطر کتاب "حرفِ محرمانہ" انہوں نے لکھی ہے اور تمام حربے اور چالیں احمدیت کے خلاف استعمال کی ہیں۔ جو باطل قدیم ایام سے حق کے مقابلہ میں استعمال کرتا چلا آیا ہے۔ انشاء اللہ جس طرح "حق" پہلے غالب رہا اب بھی غالب رہے گا۔ دشمن اگر ہزاروں منصوبے کرے اور مکر کے جال بُنے وہ سب تارِ عنکبوت ثابت ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

تربیت و اصلاح کی غرض سے
کسی اپنے یا بیگانے کو
تحفہ
دینا مقصود ہو تو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ
کی شائع کردہ درِّثمین خریدیئے!
عکسی ٹائیٹل، عمدہ کتابت طباعت، اعلیٰ کاغذ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو اس کے امتیازی نشانات ہیں۔
مہتمم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

اسلام ایک مشہور مستشرق کی نگاہ میں

اشاعتِ اسلام کو تلوار کا رہین منت قرار دینا لے بنیاد اور غیر معقول ہے

(۲)

[ہم ذیل میں مشہور مستشرق مسٹر سٹینلے لین پول کے انگریزی مقالہ "Islam" کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اس مقالہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مغربی ذہن کس نقطۂ نظر سے اسلام کو دیکھتا ہے۔ نیز یہ کہ محققین پادریوں کے دیرینہ اعتراضات کی خود تردید کر رہے ہیں۔ یہ ترجمہ محترم میاں مسعود احمد صاحب دہلوی نے کیا ہے ——— (ایڈیٹر)]

اسلام ایمان سے زیادہ عمل پر زور دیتا ہے۔ ایک سچے مسلمان کو اس کا روزانہ کا معمول یہ یاد دلائے بغیر نہیں رہتا کہ "وہ ایمان جس کے ساتھ عمل نہ ہو ایک مردہ ایمان ہے۔" اقرار باللسان کے علاوہ عمل کے لحاظ سے از روئے اسلام مسلمانوں پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان میں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ماننے والوں پر یہ انتہائی مفید عقیدہ اچھی طرح واضح کر دیا تھا کہ تعلق باللہ کیلئے صفائی اور پاکیزگی ایک لازمی چیز ہے۔ مسلمانوں میں پاکیزگی اور صفائی کی پابندی دوسرے مشرقی مذاہب کے مقابلے میں خاص اور نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کا یہی وہ شاندار پہلو ہے جو عمل کے میدان میں اس کے اثر کو دوبالا کرنے کا موجب ہوا ہے۔ عیسائی پادریوں اور ان کے ہمنوا لوگوں کا یہ الزام کہ اسلامی نماز بے روح حرکات اور لایعنی تکرار سے عبادت ہے مبالغہ آمیزی کے سوا اپنے اندر اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے طریق عبادت میں تکرار اور اعادہ کو خاص دخل حاصل ہے لیکن یہ ایسا ہی ہے جس طرح عیسائیوں کے بعض مخصوص گرجوں میں عبادت کے وقت یسوع مسیح کے دعائیہ الفاظ بار بار دُہرائے جاتے ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ الفاظ کی تکرار یا اعادہ محویت اور استغراق کے منافی ہے۔ مسجد میں جو نمازیں ادا کی جاتی ہیں وہ بہت حد تک حقیقی جذبے اور روح سے بھرپور ہوتی ہیں۔ نمازی ان میں پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ ان کی توجہ اور انہماک کے آگے انگلستان کی بے جان عبادتیں جن میں اکثر لوگوں پر اونگھ کی سی کیفیت طاری رہتی ہے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ یہ صحیح ہے کہ اجتماعی عبادتوں کا بیشتر حصہ پہلے سے مقرر شدہ ہے۔ لیکن ذاتی عبادت اور ذکر الٰہی کے لئے علیحدہ اوقات مقرر ہیں اور مسجدوں میں اجتماعی عبادات کرنے والے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ پہلا سا جذبہ سرد پڑ جانے کی وجہ سے لوگ بالعموم اب علیحدگی میں ذکر الٰہی کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے گھروں پر بھی عبادت کرنے کی تلقین کی ہے اور ایسے شخص کو بہت تعریف و توصیف کا مستحق گردانا ہے جو اپنی راتوں کو خدا کے

حضور سجدہ ریز رہ کر بسر کرنے کا عادی ہو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی پہلے از روئے قانون لازمی تھی اور خلیفۃ المسلمین کے عمّال اسے باقاعدہ ٹیکس کے طور پر وصول کرتے تھے۔ لیکن اب ایک مسلمان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ از خود اپنی آمدنی کا چالیسواں حصہ ہر سال صدقہ و خیرات کے طور پر غرباء میں تقسیم کرتا رہے گا۔ رمضان کے روزے ایک جانے بوجھے موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا تذکرہ اس قدر عام ہو چکا ہے کہ وہ کسی تفصیلی بیان کے محتاج نہیں ہیں۔ یہاں ان کے بارے میں صرف ایک سرسری اشارہ ہی کافی ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نفس کشی اور دنیا سے بے رغبتی کی طرف مائل ہونے کے باوجود روزوں اور اسی قسم کے دوسرے امور میں انتہا پسندی کے قائل نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے جفاکش ساتھیوں کو تزکیۂ نفس کی خاطر روزے رکھنے کی تو ترغیب دلائی لیکن وہ جسم کو بے مقصد اور بے معنی طریق پر اذیّت پہنچانے کے سخت خلاف تھے۔ انہوں نے علی الاعلان اس امر کا اظہار کیا کہ خدا ہرگز اس بات سے خوش نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اپنے جسم کو ضرور ناقابلِ برداشت تکلیف اٹھانے پر مجبور کرے۔ اگر کوئی شخص بیمار اور کمزور ہے اور اس کا جسم روزے کی مشقّت اٹھانے کے قابل نہیں ہے تو وہ روزہ کو ملتوی کر سکتا ہے۔

رسولِ عربی نے نماز کے بارے میں بھی ایسی ہی نرمی اور اعتدال پسندی سے کام لیا ہے۔ نماز بعض حالات میں قصر بھی کی جا سکتی اور بعض حالات میں چھوڑی بھی جا سکتی ہے۔ حج کے بارے میں بھی یہ حکم ہے کہ کوئی شخص اس کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ حج کی رسومات میں بہت حد تک توہم پسندی اور بُت پرستی کا میلان پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے کہ اس شخص کا ضمیر جس نے بُت پرستی کا خاتمہ کیا اس بات پر کیسے آمادہ ہو گیا کہ اس نے کعبہ کا طواف کرنے اور حجرِ اسود کو بوسہ دینے کی تلقین کی۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ان باتوں کی کیوں اجازت دی؟ اس کی وجہ معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے آباؤ اجداد کے زمانے سے جو اس مقدس عبادت گاہ کے متولی تھے یہ رسوم متبرک چلی آ رہی تھیں۔ اس بارے میں عام لوگوں کا روائتی احترام بھی مسلّم تھا۔ لیکن اس دیرینہ تعلق سے بڑھ کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے یہ محسوس کیا کہ کعبہ میں عبادت کا تسلسل ان کے اپنے مذہب کے لئے بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ انہوں نے ان رسوم کے مشرکانہ اور غیر اخلاقی پہلو کو حذف کر کے کعبہ کی زیارت اور اس کے قدیم تقدس کو برقرار رہنے دیا۔ جن وجوہات کی بنا پر ایسا کیا گیا وہ نہایت درجہ دانشمندی پر دلالت کرتی ہیں۔ ان پر اعتراض قطعاً بے محل اور نا ممکن ہے۔ وہ ایک ایسا مرکز قائم کرنے کی اہمیت سے پوری طرح باخبر تھے جس میں ان کے پیرو جمع ہو کر اجتماعیت کے احساس کو زندہ رکھ سکیں۔ اسی لئے حجرِ اسود کا تقدس برقرار رکھا گیا۔ انہوں نے یہ لازمی قرار دیا کہ ہر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہی کیوں نہ ہو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ اور اگر توفیق ہو تو عمر میں ایک دفعہ اس کی زیارت کے لئے بھی ضرور آئے۔ مکہ مسلمانوں کے نزدیک اسی طرح مقدس اور محترم ہے جس طرح یہودی یروشلم کو مقدس سمجھتے ہیں۔ صدیوں پرانی وابستگی اور تعلق کا اثر اس میں سمویا ہوا ہے اس میں آنے کے بعد ہر مسلمان اپنے آپ کو یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ ایمان کے گہوارے میں ہے۔ اپنے رسول کا بچپن اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اسلام اور قدیم اعتقادات کے باہمی تصادم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بُت پرستی کے خاتمے اور خدائے واحد کی پرستش کے قیام کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور سب سے

بڑھ کر یہ کہ کعبہ کی بدولت یہ امر ہمیشہ اس کے ذہن میں مستحضر رہتا ہے کہ اس کے تمام مسلمان بھائی اسی مقدس مقام کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ کہ وہ مومنوں کی ایک وسیع برادری کا رکن ہے جو ایک ہی دین کے رشتے میں منسلک ہے۔ ان سب کے دلوں کی ایک ہی جیسی امنگیں ہیں۔ ایک ہی شعائر ہیں جن کے آگے سب کی گردنیں احترام سے جھکتی ہیں۔ اور وہ سب ایک ہی خدا کے پرستار ہیں۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کی اس عظیم عبادت گاہ کے تقدس کو برقرار رکھنے میں اس علم کا پورا پورا مظاہرہ کیا جو انسان کے مذہبی جذبات سے تعلق رکھتا ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں پر جو دوسرے درجے کے فرائض عائد کئے ہیں عدم گنجائش کے باعث اُن کی تفصیلات میں جانا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ تاہم یہ فرائض بھی ایسی ہمہ گیر خوبیوں کے حامل ہیں کہ جن سے مغربی تہذیب بہت کچھ حاصل کرسکتی ہے۔ ان میں سے ایک فرض کو ہم یہاں نظر انداز نہیں کرسکتے کیونکہ یہ بانیٔ اسلامؐ اور ان کے پیرووں کی ایک بہت بڑی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ میری مراد اسلام کی اس ہدایت سے ہے جو جانوروں پر شفقت سے تعلق رکھتی ہے۔

کسی دوسرے مذہب نے اپنی مقدس کتابوں میں حیوانوں کی زندگی کے متعلق ایسا بلند نظریہ قائم نہیں کیا۔ اور کوئی ایک مذہب بھی تو ایسا نہیں کہ جس نے عملی زندگی میں ایسی ہدایتوں کا اس درجہ احترام کیا ہو۔ قرآن کہتا ہے۔

"زمین پر چلنے والے جانور اور ہوا میں اپنے
بازوؤں پر اڑنے والے پرندے تمہارے مانند
اُمتوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار
کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسانوں کی طرح جانور بھی دوبارہ زندہ ہوں گے اور اُن کے اعمال کے مطابق اُن کا بھی حساب لیا جائے گا۔ پیغمبر اسلام نے حکم دیا کہ جانور کو ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا جائے لیکن ایسے موقعوں کے لئے "رحمٰن اور رحیم" کے الفاظ کا استعمال ترک کر دیا گیا۔ کیونکہ جہاں ایک طرف ایسے کلمات ذبح ہونے والے جانور کے حق میں مناسب حال نہیں کہلا سکتے وہاں دوسری طرف کسی جان کا ختم ہونا خواہ وہ کتنا ہی ناگزیر کیوں نہ ہو رحیم و کریم ہستی کے لئے سرتاسر مرغوب اور پسندیدہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ایک نیک دل مسلمان جانور کی گردن پر چھری پھیرتے وقت یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے "اللہ کے نام کے ساتھ اللہ سب سے بڑا ہے۔ خدا یہ تکلیف جو تیرے لئے مقرر کی گئی ہے تجھے صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق دے۔" مشرق میں بینتھم کی طرح اخلاقیات کا کوئی ماہر ایسا نہیں گزرا کہ جس نے نہایت خوبصورت الفاظ میں یہ تلقین کرنے کی ضرورت محسوس کی ہو کہ ہمیں اخلاقیات کا دائرہ تمام ذی روح اجسام تک وسیع کرنا چاہیئے وہاں ڈارون کی طرح قانون نیچر کا ایسا کوئی ماہر بھی نظر نہیں آتا جس نے مشاہدے کی غیر معمولی استعداد کی بدولت یہ بتانا ضروری سمجھا ہو کہ دماغی اور اخلاقی صلاحیتوں کا ایک بڑا حصہ جسے ہم صرف اپنے تک ہی محدود سمجھتے ہیں اس میں دوسرے ذی روح اجسام بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ مشرق میں کبھی ایسی سوسائٹی قائم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی جس کا مقصد اس ظلم کا انسداد ہو جو بالعموم جانوروں پر روا رکھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر و باہر ہے۔ مغرب میں گزشتہ چند سالوں کے اندر اندر قانون کے بل پر جو انسدادی کوششیں کی گئی ہیں مشرق میں وہی کچھ مذہبی اور اخلاقی جذبات کی بدولت بہت پہلے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔

یہاں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ قانون بہرحال قانون ہی ہوتا ہے۔ اس کے کلی طور پر مؤثر نفاذ کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ الغرض مشرق کی یہ خوبی بھی ان تمام دوسری خوبیوں کی طرح جو دنیا کے اس حصہ میں پائی جاتی ہیں، عرب کے عظیم پیغمبرؐ ہی کی رہین منت ہیں۔ مشرق میں تاوقتیکہ وہاں کسی علاقے میں مغرب کا اثر غالب نہ آگیا ہو بالعموم انسان اور بالخصوص جانوروں کے درمیان حقیقی ہمدردی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ ان میں ایک دوسرے کو سمجھنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ وہ مظالم جو ہمارے ملک کے بڑے بڑے رحمدل لوگ بھی غیر شعوری طور پر جانوروں پر روا رکھنے کے عادی ہوتے ہیں مشرق میں ان کا پایا جانا ناممکنات میں سے ہے۔ مثلاً یہی کہ ہر وقت ساتھ رہنے والے انتہائی غریب، وفادار اور ذہین جانور کے منہ پر چھینکا وغیرہ چڑھایا جائے یا زنجیر وغیرہ سے اس کی مشکیں کسی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک عرب اپنے گھوڑے کے ساتھ بُرا سلوک کر ہی نہیں سکتا۔

پیغمبرِ اسلامؐ کی بعض نہایت ہی دلآویز احادیث ہیں جو اس رحم اور شفقت کی آئینہ دار ہیں۔ جو وہ جانوروں پر ہمیشہ روا رکھتے تھے اور اپنے ماننے والوں کو بھی یہی تاکید کرتے تھے کہ وہ جانوروں کے ساتھ رحم اور شفقت کے ساتھ پیش آئیں۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس کے پاس ایک کپڑا تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! مَیں جنگل میں سے گزر رہا تھا۔ مَیں نے پرندوں کے بچوں کی آواز سُنی۔ مَیں نے ان بچوں کو اٹھا کر اپنے کپڑے میں ڈال لیا اور چل پڑا۔ اُن کی ماں میرے پیچھے پیچھے سر پر منڈلاتی چلی آئی۔ پیغمبرِ اسلامؐ نے فرمایا "ان بچوں کو زمین پر رکھ دو" جیسا اس نے انہیں زمین پر رکھ دیا تو ان کی ماں اُنکے پاس آ بیٹھی۔ پیغمبرِ اسلامؐ نے کہا "کیا تم ماں کی مامتا پر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے مجھے اپنے بھیجنے والے کی یقیناً خدا اپنے بندوں کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ محبت کرنے والا ہے جتنی محبت اِس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے۔ اِن بچوں کو اسی جگہ جاکر واپس رکھ دو جہاں سے تم انہیں اٹھا کر لائے ہو۔ اور ان کی ماں کو اُن کے پاس ہی رہنے دو۔" اسی طرح محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ماننے والوں کو تاکید کی کہ "جانوروں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ اُن پر اُس وقت سواری کرو جب وہ سواری کے قابل ہوں۔ اور جب وہ تھک جائیں تو فوراً اُتر جاؤ۔ یقیناً بے زبان جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور انہیں پانی وغیرہ پلاتے رہنے کا ہمیں اجر ملے گا۔"

مختصر الفاظ میں یہ ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مذہب۔ یہ وجودِ باری کے متعلق یقینِ خالص کی ایک مخصوص شکل ہے جو اس بارے میں مروجہ عیسائیت کے پیش کردہ اکثر نظریوں سے زیادہ عام فہم اور سادہ ہے۔ یقینِ کامل کی یہ شکل خدا اور بندے کے تعلق کے اعتبار سے نسبتاً بہت ارفع ہے۔ اور اسی طرح حقوق العباد اور جانوروں کے حقوق کے لحاظ سے یہ بہت زیادہ بلند ہے۔ اس میں توہم پرستی نام کو نہیں۔ اور عقائد کی پیچیدگی نہ ہونے کے برابر۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے اندر کشش رکھتا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ نفس کُشی اور دُنیا سے بے تعلقی پیدا کرنے والی اکتاہٹ سے مبرّا ہے۔ اس میں کسی حد تک شدّت ضرور ہے لیکن بے رحمی نہیں پائی جاتی۔

جہاں تک قرآن کے مطالعہ اور مستند احادیث کی مدد سے ہم سمجھ سکے ہیں اور جہاں تک پیغمبرِ اسلامؐ نے

(طبّی دستاویز)

خدا تعالیٰ کی بیش بہا نعمت آپکی صحت

دواخانہ نورالدینؓ

کی

ادویہ سے اس کی حفاظت کریں

اس دواخانہ میں

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ بھیروی ثمّ قادیانی شاہی طبیب کے وہ نسخہ جات تیار ہوتے ہیں جن پر آپ ساری عمر عامل رہے اور جو ہمارے خاندان میں مخلوق خدا کی بہتری کے لئے نصف صدی سے رائج ہیں ؛

ملنے کا پتہ

دواخانہ نورالدّین جودھامل بلڈنگ لاہور

نوٹ :- جودھامل بلڈنگ مسجد مائی لاڈو اور بڑے ڈاکخانہ کے درمیان رتن باغ کے قریب واقع ہے

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب
جج بین الاقوامی عدالت

تحریر فرماتے ہیں :-

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب میرے باپ کے محسن تھے۔ پھر میرے محسن تھے حکیم عبدالوہاب صاحب عمر میرے محسن زادے ہیں۔ مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی کہ انہوں نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے۔ بلکہ اس فن میں دسترس بھی حاصل کر چکے ہیں اور اپنے یگانہ اور یکتا باپ کے چھوڑے ہوئے خزانہ کو بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نیت سے ایک دواخانہ بھی قائم کیا ہے۔ چنانچہ آج میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور دواخانہ دیکھا حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رض کی قلمی بیاض کو دیکھا اور اس محبوب دستخط کو دیکھ کر دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ جب میں انگلستان میں طالب علم تھا تو اس دستخط سے مجھے نوازا کرتے تھے۔ کبھی ارجمند باشی سے خطاب فرماتے کبھی ظفراللہ باشی سے۔ کبھی بیالیے پر ہی اکتفا کرتے۔

میں کہاں سے کہاں چلا گیا۔ حکیم عبدالوہاب صاحب عمر کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

ظفراللہ خاں

تریاق اٹھرا

اٹھرا کسے کہتے ہیں؟ جن عورتوں کے مُردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکیاں زندہ رہتی ہیں اور لڑکے فوت ہو جاتے ہیں یا پیدا ہو کر مندرجہ ذیل بیماریوں سے فوت ہو جاتے ہیں۔ جسم پر پھوڑے پھنسیاں سُرخ دھبے۔ دست۔ قے۔ نمونیہ۔ بخار وغیرہ۔ تریاق اٹھرا اس مرض کے لئے اکسیر ہے۔

قیمت فی شیشی ۱۰۰ گولی دو روپے آٹھ آنے۔ مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے

نوٹ:۔ ترکیب استعمال دوائی کے ہمراہ ارسال ہو گی۔

آپ کی بیش بہا ملکیت آپ کی آنکھیں

سُرمہ مُبارک سے

اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں!

نسخہ مبارک حضرت حافظ حاجی حکیم الامۃ مولانا نورالدین بھیروی ثم قادیانی خلیفۃ اوّل

یہ سُرمہ آنکھوں کی مندرجہ ذیل امراض میں اکسیر ہے:۔ ککرے۔ آنکھیں دُکھنا۔ آنکھوں کی سُرخی۔ چھپروں کی خارش۔ چھپروں پر دانے نکل آنا۔ گوہانجنی۔ پلکوں کا جھڑنا۔ ابتدائی موتیا بند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ جالا۔ آنکھوں میں درد ہونا۔ آنکھوں میں ریت اور مٹی کا احساس۔ آنکھ کے زخم۔ پانی بہنا۔ آنکھوں کی کمزوری۔ نظر کی کمزوری وغیرہ۔

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے آدھی شیشی ایک روپیہ چار آنے۔

ترکیب استعمال:۔ سرمہ مبارک کی دو سلائیاں رات کو سوتے وقت آنکھوں میں لگائیں صبح ٹھنڈے پانی سے آنکھوں پر چھینٹے دیں +

(سرمہ مبارک پر رسالہ ایک خط لکھ کر ہم سے منگوائیں)

خون صاف کرنے کی عجیب دوا

صندلین

معدہ اور جگر کی اصلاح کرتی ہے۔ خون پیدا کرتی ہے۔ خون صاف کرتی ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ دست آنا۔ جسم کے کسی حصّہ کا سو جانا۔ پنڈلیوں میں درد۔ کندھوں کے درمیان درد۔ تھکان۔ جسمانی کمزوری۔ جسم پر پھوڑے پھنسیوں کا پیدا ہونا۔ بچوں کے کان بہنا۔ بچوں کا سوکھا۔ لاغری۔ عورتوں کے ایام کی خرابیاں۔ اٹھرا۔ اولاد نہ ہونا۔ مردوں کی اعصابی کمزوری کے لئے حد درجہ مفید ہے۔

صندلین کے دوران استعمال میں قبض نہ ہو۔ اگر قبض ہو تو اسپغول کا چھلکا ایک تولہ پانی یا شربت کے ساتھ استعمال کر لیا۔

نوٹ:۔ ایک خط لکھ کر رسالہ "صندلین" ہم سے منگوا لیں۔ قیمت ساٹھ گولی دو روپے

ترکیب استعمال:۔ ایک گولی صبح ایک شام پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔

زدجام عشق

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے ترتیب دیا

قوت پیدا کرنے میں تریاق ہے۔ رقت اور سرعت کے لئے بے حد مفید ہے۔ اعصاب اور پٹھوں کو طاقت دیتا ہے۔ قیمت کورس ایک ماہ پندرہ روپے۔

ترکیب استعمال:۔ ایک گولی صبح ایک شام بعد از غذا پانی یا دودھ کے ساتھ نوش فرمائیں۔

اولادِ نرینہ

اس دوا کے استعمال سے بفضلہ لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ ننانوے فی صدی مجرب ہے۔ قیمت مکمل کورس بیس روپے۔
ترکیب استعمال دوائی کے ہمراہ ارسال ہو گی۔

اعصابی جسمانی یا دماغی کمزوری کا

بہترین علاج

مرکب افسنتین!

اگر آپ اعصابی، جسمانی یا دماغی کمزوری میں مبتلا ہیں۔ تو آپ کو مرکب افسنتین سے نئی خوشی اور صحت نصیب ہوگی۔ اس سے غدودوں کے اپریشن کی نسبت طاقت و قوت جلد بحال ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا کے سائنس میں جسمانی طاقت کی بہترین دوا ہے۔ اس سے آپ کی دماغی قوت، حافظہ اور بینائی حیران کن حد تک بڑھ جائے گی۔ غدودوں اور طاقت کی بحالی کرنے والی دوا آپ کو طاقت سے بھرپور بنا دے گی۔ پچاس سال سے کچھ زیادہ عرصہ سے مشہور دوا ہر اس قسم کی درد کو دور کر دیتی ہے جو بدہضمی۔ قبض۔ خرابی جگر۔ بادی اور معدہ کی دیگر شکایات سے پیدا ہوتی ہے۔

قیمت ایک سو چھپن روپے

ترکیب استعمال:۔ دو گولی صبح دو شام بعد از غذا ہمراہ پانی۔ دس دن کے استعمال کے بعد دو دن ناغہ کریں۔

دوا نوشادر

اکسیر معدہ

درد معدہ، بدہضمی، جی متلانا، بھوک نہ لگنا، درد شقیقہ، نزلہ، زکام ہر قسم کا درد جو بدہضمی، خرابی جگر اور معدہ کی دیگر شکایات سے پیدا ہوتا ہے وغیرہ امراض میں مفید ہے۔ قیمت ۳۰ گولی دو روپے ۶۰ گولی ایک روپیہ چار آنے۔
ترکیب استعمال:۔ ایک گولی صبح، ایک شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

تریاقِ دمہ

یہ کورس دمہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس سے شفا ہوئی ہے۔ دو قسم کی گولیاں ہیں۔
ترکیب استعمال:۔ قرص دمہ ۱۔ دو گولی صبح دو شام بعد غذا ہمراہ پانی۔ دس دن کے بعد دو دن ناغہ کر دیں۔
۲۔ اکسیر دمہ ۲۔ دو گولی صبح دو دو پہر دو شام بعد غذا ہمراہ پانی۔

قیمت مکمل کورس:۔ بیس (۲۰) روپے

رفیق نسواں

ایام میں رک رک کر، درد سے، بے قاعدگی سے اور کم مقدار میں خون آنا لیکوریا، سیلان الرحم۔ ان امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج عورتیں اس سے شفا پا چکی ہیں۔ قیمت ۶۰ گولی چھ روپے ۳۰ گولی تین روپے چار آنے۔
ترکیب استعمال:۔ ایک گولی صبح ایک شام بعد از غذا ہمراہ پانی۔ اس دوا سے قدرے پیچش سے پاخانے آتے ہیں۔ اس سے گھبرائیں نہیں۔ تکلیف ہو تو ایک تولہ اسپغول کا چھلکا کھانڈ کے شربت میں ملا کر استعمال کریں اور ایک دن ناغہ کریں۔

قرص خاص

ذکاوت حس، سرعت وغیرہ، خرابی معدہ کا شافی علاج ہے۔ (نوٹ) محلول خاص کا اس کے ساتھ استعمال کرنا سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔

قیمت

۱۰۰ ٹکیہ ۶ روپے۔ ۵۰ ٹکیہ تین روپے چار آنے

ترکیب استعمال:۔ دو ٹکیہ صبح دو شام بعد از غذا ہمراہ پانی نوش فرمائیں۔

عرق طاقت

ملیریا بخار، تاپ تلی، جگر کا بڑھ جانا، قبض، اولاد کا نہ ہونا، پیٹ کا بڑھ جانا اور یرقان کا علاج ہے۔ اس سے دو تین سیاہ رنگ کے پاخانے آتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ١٦ دن کے لئے پانچ روپے نصف شیشی دو روپے بارہ آنے۔

نوٹ:- اگر خشک حالت میں یہ دوا آپ کو پہنچے تو اس دوا کو ایک بڑی بوتل میں ڈال کر اس بوتل کو پانی سے بھر دیں۔ اور بوتل پر کسی انگریزی دوا فروش سے ١٦ خوراکوں کے نشان لگوالیں۔

ترکیب استعمال:- ہر روز دوپہر کے کھانے سے دو گھنٹہ بعد ایک خوراک نوش فرمائیں۔ قبض کشا ہے۔

نور پاک

جسمانی کمزوری کے لئے مفید ہے۔ سیلان الرحم کو دور کرتی ہے۔ قیمت فی ڈبہ یا شیشی چھ روپے۔

ترکیب استعمال:- ایک ماشہ صبح ایک ماشہ شام بعد از غذا ہمراہ پانی استعمال کریں۔

شیافین

لیکوریا (یعنی سفید پانی آنا) کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔

ترکیب استعمال دوائی کے ہمراہ ارسال ہو گی۔

مانع اسقاط

نام سے فوائد ظاہر ہیں۔ اسم بامسمیٰ ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپے نصف شیشی دو روپے بارہ آنے۔

ترکیب استعمال:- ایک چھوٹا چمچہ نصف پیالی پانی میں ڈال کر دن میں تین بار پلائیں۔

سفوف غفار

خارش خشک و تر، نئی ہو یا پرانی۔ نیز داد، چنبل اور جلد کی جملہ امراض کا علاج ہے۔

قیمت فی شیشی چار روپے۔ چھوٹی شیشی دو روپے۔

ترکیب استعمال:- یہ سفوف میٹھے تیل یا گھی یا ویزلین میں ملا کر مالش کریں۔

حب بواسیر

ترکیب استعمال:- ایک ٹکیہ صبح ایک ٹکیہ شام بعد از غذا ہمراہ پانی نوش فرمائیں۔ قیمت ۶۰ گولی چھ روپے۔ ۳۰ گولی تین روپے چار آنے
قبض ہو تو ایک تولہ اسپغول کا چھلکا پانی کے ساتھ پئیں۔

اکسیر جگر

ضعف جگر۔ خون کی کمی۔ اور بخار کے بعد کی کمزوری۔ دھڑکا۔ گرمی۔ سانس پھول جانا۔ پتھری۔ پیشاب کا رُک کر آنا۔
قبض وغیرہ میں مفید ہے۔ قیمت ۱۰۰ ٹکیہ چار روپے۔ ۵۰ ٹکیہ دو روپے چار آنے۔
ترکیب استعمال:- ایک ٹکیہ صبح ایک دوپہر ایک شام ہمراہ پانی نوش فرمائیں۔

سفوف مسکن مرکّب

ہر قسم کی دردوں کیلئے خصوصاً کمر درد اور عرق النساء جوڑوں کے درد میں حد درجہ مفید ہے قیمت فی شیشی چار روپے نصف شیشی دو روپے چار آنے
ترکیب استعمال:- ایک ماشہ صبح۔ دوپہر۔ شام پانی کے ساتھ بعد از غذا نوش فرمائیں۔

لوہت چندن

یہ دوا مرکب مستین۔ اکسیر جگر۔ صندلین دوا الماک کا مرکب ہے اور ان جملہ فوائد کی حامل ہے جو ان دواؤں کے ضمن میں درج ہو چکے ہیں قیمت فی شیشی چار روپے۔
ترکیب استعمال:- ایک ماشہ صبح ایک ماشہ شام بعد از غذا ہمراہ پانی۔ دس دن کے استعمال کے بعد دو دن ناغہ کریں۔

دوائے ہینگ

حضرت حکیم الامت کے مطب میں کثرت سے استعمال ہونیوالی دوا ہے۔ پیچش۔ دست۔ کھانسی۔ زکام۔ نزلہ۔ بخار سب امراض دُور ہو جاتے ہیں۔ ایک ہی خوراک اپنا اثر دکھاتی ہے۔ ہر عیالدار گھر میں اس دوا کا ہر وقت رہنا ضروری ہے۔ مجرّب ہزاروں بار آزمودہ ہے۔
ترکیب استعمال:- رتی بھر دوا دن میں تین مرتبہ ایک چمچہ پانی میں حل کر کے بچوں کو کھلائیں۔ قیمت ایک شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے پانچ روپے۔ نصف شیشی دو روپے بارہ آنے۔

محلول خاص

زکاوت حس سرعت وغیرہ کیلئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ روپے۔ نصف شیشی پانچ روپے چار آنے
ترکیب استعمال:- ایک بڑا چمچہ ٹیبل سپون فل۔ یعنی دو چھوٹے چمچے جو چائے کے لئے ہوتے ہیں نصف پیالی پانی میں ملا کر صبح کے وقت نہار مُنہ اور سوتے وقت نوش فرمائیں۔

قرص مقوّی

اعصابی طاقت کا کم ہونا ۔ کمزوری بدن ۔ کمی خون ۔ جوڑوں کے درد ۔ سانس پھول جانا میں مفید ہے ۔ خاص مریضوں کو پہلے قرص خاص استعمال کرنی چاہیئے ۔ ورنہ اسکے استعمال سے نقصان کا خطرہ ہے ۔ قیمت ۶۰ گولی چھ روپے ۔

ترکیب استعمال :۔ ایک ٹکیہ صبح ایک شام دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کریں ۔ دس دن کے بعد دو دن ناغہ کریں ۔

نور منجن ۱

یہ منجن دانتوں کی عام صفائی کے لئے مفید ہے ۔ دانتوں کی چمک اور آب کو قائم رکھتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنے ۔

ترکیب استعمال :۔ دن میں دو بار برش یا انگلی سے منجن لگا کر دانت صاف کریں ۔

نور منجن ۲

یہ منجن دانت درد اور مسوڑھوں کی اکثر امراض کے لئے مفید ہے ۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنے ۔

ترکیب استعمال :۔ انگلی یا برش سے دانتوں اور مسوڑھوں پر لگائیں ۔ پانچ منٹ کے بعد کلی کر لیں ۔

ضروری اطلاع

دواخانہ نور الدین ؓ جودھامل بلڈنگ لاہور (جو مسجد مائی لاڈو اور بڑے ڈاک خانہ کے درمیان رتن باغ کے پاس واقع ہے) میں مستورات کے علاج کا خاص انتظام ہے ۔ بیگم صاحبہ حکیم عبد الوہاب عمر طبیبہ و قابلہ گولڈ میڈلسٹ بیمار مستورات کو دیکھتی ہیں اور علاج کرتی ہیں ۔

باہر کے اصحاب خط میں بیماری کی تفاصیل لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں

پتہ :۔ منیجر دواخانہ نور الدین ؓ جودھامل بلڈنگ لاہور

نوٹ :۔ خط و کتابت کرتے وقت ڈاکخانہ ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی ۔

خود اسے سمجھایا اور پھر دوسروں کو اس کی تعلیم دی، یہ ہے وہ مذہب جس کا نام اسلام ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ اس اسلام سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا جو بغداد کے فلاسفر علماء کا مذہب تھا اور جس میں وہ بزعم خود منہمک تھے۔ اور نہ ہی اس عجیب و غریب مذہب سے اس کا کوئی تعلق ہے جس کی مصر کے فاطمی خلفاء نمائندگی کرتے تھے اور جو حکیم کی ذات میں تمام حدود سے تجاوز کر گیا تھا۔ اور نہ ہی یہ وہ اسلام ہے جس کی مدد سے قرامطہ نے اپنی خوفناک روش کے باعث تمام نیک دل مسلمانوں میں نفرت و حقارت اور خوف و ہراس کے جذبہ کو ابھارا تھا۔ نہ ایران کا صوفی ازم اور نہ ترک درویشوں کا سنسنی خیز مذہب اس قدیم اسلام سے کوئی مناسبت رکھتا ہے۔ البتہ وہابیوں کے دینِ خالص کے نظریہ کی اصلاح شدہ شکل کو اصل اسلام کے سب سے زیادہ قریب قرار دیا جا سکتا ہے اگر دیکھا جائے تو غیر ممالک اور غیر اقوام میں پھیلنے اور ترقی کرنے سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اصل دین کو فائدہ نہیں پہنچا۔ موجودہ دَور میں اسلام کا معاد جس کی ہم توقع کر سکتے ہیں اسی میں ہے کہ منبع کی طرف لوٹنے کا تجربہ کیا جائے۔ بالفاظِ دیگر مغربی تہذیب کے ساتھ رابطے سے اگر کوئی فائدہ حاصل ہوا ہے اسے ضائع کئے بغیر موجودہ دَور کے اسلام کو قدیم اور ابتدائی دَور کی سادگی سے ہمکنار کرنا ضروری ہے ◆

روزنامہ الفضل

روزنامہ الفضل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قومی اور مرکزی اخبار ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صحیح معلومات حاصل کریں تو اخبار الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ کیجئے۔

قیمت

سالانہ -/-/۲۴ ◆ ششماہی -/-/۱۳

سہ ماہی -/-/۷ ◆ ماہوار -/۸/۲

قیمت خطبہ نمبر:- پانچ روپے صرف

خاکسار- منیجر روزنامہ الفضل ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان)

تعلیمی نمبر

جنوری ۱۹۵۶ء سے رسالہ الفرقان کی چھٹی جلد شروع ہو رہی ہے۔ ماہ جنوری کا رسالہ الفرقان کا تعلیمی نمبر ہوگا۔ جس میں قرآن مجید کی روشنی میں علم کی اہمیت، تعلیم کے طریقے، اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کی تفسیر، مسلمانوں کے علمی کارنامے، جماعتِ احمدیہ کی تعلیمی مساعی، ہمارے تعلیمی ادارے، وغیرہ اہم اور ٹھوس مضامین شائع ہونگے۔ جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا طریقہ تعلیم کے بارے میں اہم مضمون بھی شاملِ اشاعت ہے۔ دیگر ماہرینِ تعلیم اور علماء کرام کے مضامین بھی اس نمبر کی زینت بن رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اس نمبر میں مرکزی تعلیمی اداروں کے سربراہوں کا ایک تازہ ترین فوٹو بھی چھپ رہا ہے۔ انشاء اللہ

جو دوست رسالہ الفرقان کا سالانہ چندہ (پاکستان و ہندوستان کیلئے پانچ روپے اور بیرونی ممالک کے لئے دس شلنگ) ادا کر کے خریدار بن جائینگے وہ یہ نمبر حاصل کر سکیں گے۔ سابق خریداروں کو بھی یہ نمبر اُن کے چندہ میں ملے گا۔ اگر کوئی دوست صرف تعلیمی نمبر حاصل کرنا چاہیں تو انہیں یہ نمبر بارہ آنے میں ملے گا۔

احباب کو چاہیئے کہ رسالہ الفرقان کے خریدار بنیں اور اس کی توسیع اشاعت کیلئے بھی کوشش فرمائیں۔ جو دوست ۵ خریدار بنائیں گے اُن کے نام رسالہ میں تحریکِ دعا کی غرض سے شائع ہوتے رہیں گے +

خط و کتابت و ترسیل زر کے لئے پتہ:-

مینجر الفرقان۔ ربوہ۔ (پاکستان)

(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری ... ضیاء الاسلام پریس ربوہ ... دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)